شیخ الحدیث مولانا محمد اکرم حفظہ اللہ

قسط (۲)

اسلام کا سیاسی نظام

طاقت کا سرچشمہ عوام نہیں!

مسلمانوں میں سے جن سیاست دانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں ایسے سیاستدان اسلامی نظریہ کے مطابق توحید پرست نہیں بلکہ عوام پرست ہیں ـــــ ان لوگوں کو یا تو ذاتِ خداوندی پر یقین نہیں اور یا پھر وہ اسلامی تعلیمات سے بالکل کورے ہیں ـــــ ورنہ کتاب وسنت کے ارشادات اس بارے انتہائی واضح ہیں کہ طاقت وقوت کا اصل مالک اور مختار ومقتدرِ اعلیٰ صرف اللہ رب العزت ہے ـــــ قرآنِ مجید میں ہے :

"وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ط مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ط سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ" (القصص : ٦٨)

"اور تمہارا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور پسند کرتا ہے، ان کے لیے کوئی اختیار نہیں - اللہ تعالیٰ پاک ہے اور بہت بلند اس سے جو شرک کرتے ہیں"

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا :

"قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ○ قُلْ اِنِّیْ لَنْ يُّجِيْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا" (الجن : ۲۱-۲۲)

"کہہ دیجیے، میں تمہارے حق میں نفع اور نقصان کا کچھ اختیار نہیں رکھتا- اور یہ بھی کہہ دیجئے کہ اللہ (کے عذاب) سے مجھے کوئی پناہ نہیں دے سکتا اور میں اس کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں دیکھتا"

جب کہ امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو، جو آپؐ کے پیچھے سواری پر سوار تھے، مخاطب کرتے ہوئے فرمایا :

"یا غلام احفظ اللہ یحفظك، احفظ اللہ تجدہ امامك فاذا سألت فاسئل اللہ واذا استعنت فاستعن باللہ۔ جفّ القلم بما ھو کائن فلو جھد العباد ان ینفعوك بشئ لم یقضہ اللہ لك لم یقدروا علیہ، ولو جھد العباد ان یضروك بشئ لم یقضہ اللہ علیك لم یقدروا علیہ، فان استطعت ان تعامل اللہ بالصدق والیقین فاعمل وان لم تستطع فانّ فی الصّبر علی ما تکرہ خیرًا کثیرًا، واعلم انّ النصرۃ بالصّبر والفرج مع الکرب وانّ مع العسر یسرًا"

"اے لڑکے، اللہ (کے دین) کی حفاظت کر، اللہ تجھے محفوظ رکھے گا۔ اللہ کو یاد کیا کر، وہ تجھے یاد رکھے گا۔ جب سوال کرے تو اللہ سے کر، اور جب مدد مانگے تو اللہ تعالیٰ ہی سے مانگ۔ ! (یاد رکھ !) جو کچھ ہونے والا ہے، قلم (اس کے بارے لکھ کر) خشک ہو چکا (اب) اگر بندے تجھے نفع پہنچانے کی کوشش کریں، جب کہ اللہ تعالیٰ نے یہ تیرے لیے مقدر نہیں لیا تو تجھے کچھ نفع نہ دے سکیں گے۔ اور اگر تجھے نقصان پہنچانے پر تل جائیں، جس کا اللہ رب العزّت نے تیرے حق میں فیصلہ نہیں کیا تو وہ تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ تجھے چاہیے کہ جہاں تک استطاعت رکھے، اللہ تعالیٰ سے صدق و یقین کے ساتھ معاملہ درست رکھ۔ اور اگر طاقت نہ ہو تو جس چیز کو تو مکروہ سمجھتا ہے، اس پر صبر میں تیرے لیے بہتری ہوگی — جان لے کہ اللہ تع کی مدد صبر کی بناء پر شاملِ حال ہوتی ہے، نیز تکلیف کے ساتھ ہی کشادگی ملتی ہے اور تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔"

شیخ عبدالقادر جیلانی رح اس حدیثِ پاک کو اپنی کتاب "فتوح الغیب" میں درج کرنے کے بعد فرماتے ہیں :

"فینبغی لکلّ مؤمن ان یّجعل ھذا الحدیث مرآۃ لقلبہٖ و شعارہٖ ودثارہٖ وحدیثہٖ فیعمل بہٖ فی جمیع حرکاتہٖ وسکناتہٖ حتّٰی یسلم فی الدّنیا والاٰخرۃ ویجد العزّۃ فیھما برحمۃ اللہ عزّوجلّ"

(ص ۱۰۳)

"ہر مسلمان کو چاہیے کہ اس حدیث کو اپنے دل کا آئینہ، اپنا شعار، اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لے۔ اس کی گفتگو اور تمام تر حرکات و سکنات میں یہ اس کے پیشِ نظر ہو، یہاں تک کہ دنیا اور آخرت میں سلامتی پائے اور اللہ رب العزت کی رحمت کے ساتھ وہ دونوں جہانوں میں معزز ہو!"

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مختصر سی نصیحت لکھ کر بھیجنے کی درخواست کی، تو آپ رضی اللہ عنہا نے انھیں لکھا:

"سلام علیك، امّا بعد فانّی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلّم یقول من التمس رِضَی الله بسخط النّاس کفاه الله مؤنة النّاس ومن التمس رضی النّاس بسخط الله وکله الله الی النّاس السّلام علیك۔" (مشکوٰۃ صہ ۴۳۵)

"آپ پر سلام ہو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جو شخص لوگوں کی ناراضگی کے باوجود اللہ تعالیٰ کی رضامندی تلاش کرے گا تو اللہ تعالیٰ لوگوں کی مشقتوں سے اسے کفایت کریں گے۔ اور جو شخص اللہ رب العزت کو ناراض کرکے لوگوں کی رضامندی کا خواہاں ہوگا، اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے سپرد کردیں گے۔"

ان آیات و آثار سے معلوم ہوا کہ قوت و طاقت، اقتدار و اختیار سب اللہ رب العزت کے لیے ہے، جبکہ مخلوق کے قبضہ میں کچھ بھی نہیں۔ اللہ ہی غالب ہے اور قادر بھی۔ مخلوق اگر سب کی سب مل کر بھی کسی کو نفع و نقصان پہنچانا چاہے تو وہ اسے روک نہیں سکتی، لہٰذا رب کو ناراض کر کے عوام الناس کو راضی نہیں کرنا چاہیے۔

جو سیاستدان عوام کو طاقت کا سرچشمہ کہتے ہیں، وہ ملک و قوم کے خیرخواہ نہیں ہوتے۔ ان کی غرض صرف ووٹ کا حصول، اور عوام کو ابھار کر اپنی سیاست چمکانا ان کا مقصود ہوتا ہے۔ ہمارے ملک کی موجودہ سیاست اسی ڈگر پر چل رہی ہے، اور سب نے دیکھ لیا کہ ایسے سیاستدانوں پر جب کوئی مشکل وقت آتا ہے تو عوام کی طاقت انھیں سہارا دینے سے قاصر رہتی ہے—— حقیقت یہ ہے کہ ایسی سیاست کو اسلامی سیاست سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اسلامی سیاست تو رب کی حاکمیت اور اسی کے مقتدرِ اعلیٰ ہونے کی علمبردار ہے۔ وہ بندوں پہ بندوں کی حکمرانی نہیں، رب کی حکمرانی کی قائل ہے—— اور یہ بات واضح ہے کہ رب کی رضامندی تلاش کرنے والا سیاستدان

ہی عوام کی بھلائی کے بارے سوچ سکے گا اور وہ صحیح معنوں میں ان کا خیر خواہ ثابت ہوگا۔ لہٰذا عوام کو چاہیے کہ وہ بے خدا سیاستدانوں کو یکسر مسترد کر دیں اور ان کے ساتھ تعاون کر کے اپنے دامن کو داغدار نہ کریں —— ورنہ جو سیاستدان اللہ رب العزت کی قوت، وطاقت، اقتدار و اختیار ہی کا شعور نہیں رکھتا، وہ مخلوقِ خدا پر کیا خاک سیاست کرے گا!

سیاستِ اسلامیہ کے لیے ایک امیر کا انتخاب

حکیم الامت شاہ ولی اللہ دہلوی رحؒ حجۃ اللہ البالغۃ میں لکھتے ہیں:

"شہر میں بہت سے لوگ جمع ہوتے ہیں، ممکن نہیں کہ وہ سب اچھے طریقے پر جمع ہو جائیں اور بغیر عہدہ و منصب کے کسی کو اپنا راہنما تسلیم کر لیں۔ تا آنکہ وہ ایک آدمی کو اپنا مطاع بنالیں اور تمام اربابِ حل وعقد اس کی اطاعت پر متفق ہو جائیں۔" (ج ا ص۷۷)

امام ابن حجر رحؒ فتح الباری میں رقمطراز ہیں:

"امام نووی رحؒ فرماتے ہیں، اس پر اہلِ اسلام کا اجماع ہے کہ اسلامی طریقۂ سیاست، خلافت و امارت کی طرز پر ہونا چاہیئے۔ اور اس پر بھی کہ اربابِ حل وعقد ایک انسان پر جمع ہو جائیں، جہاں کوئی اور خلیفہ نہ ہو۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ خلیفہ چند آدمیوں کے مشورہ سے بنالیا جائے۔ اور یہ ضروری ہے کہ ایک ہی خلیفہ مقرر ہو۔ اور یہ وجوب شرعی ہے، عقلی نہیں!"

مندرجہ بالا عبارتوں سے واضح ہے کہ خلافتِ اسلامیہ کے معاملات کو چلانے کے لیے ایک خلیفہ ہونا چاہیے —— اس کے انتخاب کا طریقِ کار کیا ہو؟ ہم سمجھتے ہیں کہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی خلافت کے انعقاد کے لیے جو طریقے عمل میں آئے، وہ سب جائز ہیں۔ حتیٰ کہ خلیفہ اپنا جانشین خود مقرر کر دے تو یہ بھی درست ہے، جیسا کہ خلیفۂ اول حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے حضرت عمر فاروق رضؓ کو نامزد فرمایا تھا —— امام ابنِ سعد رحؒ لکھتے ہیں:

"ابوبکر صدیق رضؓ نے عثمان غنی رضؓ کو بلایا اور فرمایا: اللہ رحمان و رحیم کے نام کے ساتھ لکھیے! یہ ابو بکر کا دنیا سے رخصت ہوتے اور آخرت کی طرف جاتے ہوئے پہلا عہد ہے۔ اور یہ وہ وقت ہے جبکہ کافر بھی مومن بن جاتا ہے، فاجر یقین کر لیتا ہے اور جھوٹا سچ بولتا ہے —— میں نے اپنے بعد تم پر عمر رضؓ بن الخطاب کو خلیفہ مقرر کر دیا

ہے، اس کی بات سنو اور تسلیم کرو۔ میں نے اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اس کے دین، خود اپنے بارے اور تمہارے معاملہ میں بہتر سوچنے میں کوتاہی نہیں کی۔ اگر یہ انصاف کرے، تو میرا اس کے متعلق حسنِ ظن بھی یہی ہے۔ اور اگر اس کے برعکس ہو، تو ہر شخص کو اس کے گناہ کا بدلہ ملے گا۔ میں نے تو بہتری کا ہی ارادہ کیا ہے، ہاں میں غیب دان نہیں ہوں ــــ "سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوٓا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ" ــــ "ظالم لوگ عنقریب جان لیں گے کہ کون سی جانب بدلتے ہیں"۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ!" (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۲۰۰)

حضرت عمر فاروق رضؓ کا طریقۂ انتخاب بھی ملاحظہ ہو ــــ امام ابنِ سعدؒ لکھتے ہیں:

"جب عمر فاروق رضؓ کی وفات کا وقت آیا تو لوگ کہنے لگے، خلیفہ بنایئے۔ آپؓ نے فرمایا، میں اس جماعت سے بڑھ کر خلافت کا کوئی اور حق دار نہیں پاتا، کیونکہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم بوقتِ انتقال ان پر راضی تھے، لہٰذا ان میں سے جسے بھی میرے بعد خلیفہ بنا لیا جائے، ٹھیک ہے۔ پھر آپؓ نے علیؓ، عثمانؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمانؓ اور سعدؓ کا نام لیا۔ نیز فرمایا: اگر خلافت سعدؓ کو مل گئی تو بھی درست ہے، ورنہ جو بھی خلیفہ بنے، ان سے معاونت حاصل کرے، میں نے انھیں ان کی کسی کمزوری کی وجہ سے معزول نہیں کیا تھا ــــ اور عبداللہ (ابن عمرؓ) سے صرف مشورہ لے سکتے ہو، خلیفہ نہیں بنا سکتے!" (ج ۳ ص ۳۳۸)

حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے اس طرزِ عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی اچھے آدمی کو خلافت کے لیے نامزد کر دیا جائے تو یہ اسلامی تعلیم کے خلاف نہیں۔ اور اگر اربابِ حل و عقد کسی کو خلیفہ منتخب کر لیں تو یہ بھی جائز ہے ــــ بعض لوگ بیٹے کی نامزدگی پر اعتراض کرتے ہیں حالانکہ اسلامی سیاست میں یہ کوئی اعتراض نہیں۔ بیٹا اگر اس قابل ہو تو نامزد ہو سکتا ہے۔ ہمارے ملک کی بے مقصد و بے لگام جمہوریت سے یہ بہر حال بہتر ہے۔

اسلامی حکومت کے سربراہ کی ذمہ داریاں

اسلام میں امورِ سلطنت چلانے کے لیے مسلمانوں کے اربابِ حل و عقد جس شخص کو مقرر کر لیں، اسے امیر، امام، سلطان، والی اور خلیفہ ایسے معزز القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس پر خالقِ کائنات اور مخلوقِ خدا کی طرف سے عظیم ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، اور رعایا کے لیے بھی ضروری

ہے کہ وہ اس کی عزت و تکریم کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

"من اھان سلطان اللّٰہ فی الارض اھانہ اللّٰہ" (مشکوٰۃ ص ۳۲۱)

"جس شخص نے اللہ کے سلطان کی زمین میں توہین کی، اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کریگا۔"

حضرت عرفجہ رض کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا:

"انّہ سیکون ھنات وھنات فمن اراد ان یّفرق امر ھٰذہ الامّۃ وھی جمیع فاضربوہ بالسّیف کائنا مّن کان" (ایضاً ص ۳۲۰)

"جلد ہی فتنے رونما ہوں گے، پس جو شخص امت کے معاملہ کو متفرق کرے، جب کہ وہ اکٹھا ہو، تو اسے تلوار سے مارد، جو بھی ہو!"

حضرت عبداللہ بن عمرو رض بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"من بایع اماما فاعطاہ صفقۃ یدہٖ وثمرۃ قلبہٖ فلیطعہ ان استطاع، وان جاء اٰخر ینازعہ فاضربوا عنق الاٰخر" (ایضاً)

"جس شخص نے امام کی بیعت کر لی تو اس نے اسے اپنے ہاتھ اور دل کی اچھائی دے دی۔ اسے چاہیے کہ اس کی اطاعت کرے، اگر اسے طاقت ہو۔ اگر کوئی دوسرا اس سے آکر جھگڑتا ہے تو دوسرے کو قتل کردو!"

ان احادیثِ مبارکہ میں امام وقت کا مقام بیان کیا گیا ہے اور مسلمانوں کو اس کی اطاعت کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ کیوں کہ اگر ایسا نہ ہو تو یہ تنازعہ ان میں ہر وقت رہے گا کہ یہ امیر نہیں، فلاں کو امیر بناؤ۔ گویا سب جھگڑا ہی ختم کر دیا گیا کہ جب تک یہ امیر اسلامی احکامات کے مطابق سیاست کرتا رہے گا، اس سے عہدۂ امارت چھینا نہیں جائے گا بلکہ اسے ملک و قوم کی خدمت کا پورا پورا موقع دیا جائے گا۔ ہاں اگر وہ غیر اسلامی سیاست کی طرف مائل ہو گا تو مسلمانوں کا سربراہ نہیں رہے گا۔

اور جہاں تک امیر کے فرائض کا تعلق ہے، تو ان میں سرِفہرست عباداتِ الٰہی کا قیام ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۱۔ "اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ"

(الحج: ۴۱)

"وہ لوگ جنھیں ہم ملک میں دسترس دیں تو نماز پڑھیں، زکوٰۃ ادا کریں، نیک کام کرنے کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے منع کریں، اور سب کاموں کا اختیار اللہ ہی کے اختیار میں ہے"

تاکہ لوگوں میں دینداری عام ہو، ہر سُو راست بازی، حق گوئی کا چلن ہو، عدل و انصاف کا قیام عمل میں آئے اور دیگر تمام نیکیاں پروان چڑھیں!

اس آیت میں خلفاء اربعہؓ کی امامت کے برحق ہونے کی دلیل بھی پائی جاتی ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے جب انھیں حکومت عطا فرمائی تو انھوں نے ساری توجہ مذکورہ امور پر مرکوز کردی — اسی لیے پوری امت انھیں خلفائے راشدینؓ کے نام سے یاد کرتی ہے۔

۲۔ سورۃ النور میں ارشاد ہوا:

"رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ"

(آیت ۳۷)

"ایسے لوگ جنھیں اللہ کے ذکر، نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ سوداگری غافل کرتی ہے نہ خرید و فروخت۔ وہ اس دن سے جب دل (خوف اور گھبراہٹ کے سبب) الٹ جائیں گے اور آنکھیں (اوپر چڑھ جائیں گی) ڈرتے ہیں"

یعنی ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی طاعت و محبت کو اپنے مفاد پر ترجیح دیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بازار میں تھے، اذان کی آواز سنائی دی تو لوگوں نے اپنے سامان دکانوں میں چھوڑ کر مسجد کا رُخ کیا۔ آپؓ نے یہ دیکھ کر فرمایا، یہی لوگ ہیں جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انھیں سوداگری اور مول تول اللہ تعالیٰ کی یاد اور نماز درستی کے ساتھ ادا کرنے سے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی۔ (اشرف الحواشی ص ۴۲۴)

۳۔ اسی سورہ کی آیت ۵۵ میں فرمایا:

"وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ط يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا ط وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

الْفٰسِقُوْنَ ؁

"جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے، ان سے اللہ کا وعدہ ہے کہ ان کو ملک کا حاکم بنادے گا، جیسا ان سے پہلے لوگوں کو بنایا تھا۔ اور ان کے دین کو، جسے اس نے ان کے لیے پسند فرمالیا ہے، مستحکم و پائیدار کرے گا اور خوف کے بعد انھیں امن بخشے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں گے۔ اور جو اس کے بعد کفر کرے تو ایسے لوگ بدکردار ہیں۔"

اس آیت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ خلفائے ثلاثہ کی خلافت برحق ہے اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق (گویہ وعدہ تمام امت کو شامل ہے) حضرت ابوبکر صدیق کے دورِ خلافت سے لے کر حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت تک جو فتوحات حاصل ہوئیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔

مذکورہ آیات میں، درحقیقت مسلمانوں کے امام یا خلیفہ کی ذمہ داریاں گنوائی گئی ہیں۔ اور جن میں سے اولین ذمہ داری ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کا قیام اور شرک کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا ہے — جو لوگ شرک کو گوارا کرتے، یا شرکیہ اڈوں کو رونق بخشتے ہیں، وہ اسلامی سیاست سے کُلیتہً نابلد ہیں۔

(جاری ہے)

خوفِ الٰہی

- صرف اللہ سے ڈرو، مشکلات آسان ہو جائیں گی۔
- اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے نہ خوف ہے اور نہ غم!
- اللہ سے بے خوف قومیں، تباہ کر دی گئی ہیں۔
- خوفِ الٰہی کے بغیر نہ فرد کی اصلاح ہو سکتی ہے نہ قوم کی۔

(انٹرنیشنل اکیڈمی، ہالا سندھ)